پروفیسر محمد قاسم حیدر

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ 16 دسمبر 1917 کو گاؤں جعفر خان لغاری، تحصیل سنجھورو، ضلع سانگھڑ سندھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز نوشہرہ فیروز ہائی سکول سے کیا۔ اور سندھ بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔ 1941 میں آپ نے جونا گڑھ کالج، بمبئی یونیورسٹی سے بی اے کیا اور کالج میں پہلے نمبر پر رہے۔ آپ نے ایم اے عربی اول بدرجہ اول کیا اور ایل ایل بی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے کیا۔ 1946 میں آپ کولمبیا یونیورسٹی چلے گے جہاں سے آپ نے ایجوکیشن میں ماسٹرز کیا اور وہیں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے پی ایچ ڈی میں جو مقالہ لکھا اُس کا موضوع تھا:

"The Programme of Teacher Education for the New State of Pakistan"

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ پاکستان واپس آ گئے۔ بہت تھوڑے عرصے کے لئے آپ نے انفارمیشن اور براڈ کاسٹنگ کا کام سپیشل ڈیوٹی آفیسر کے طور پر کیا اور یہ خدمات آپ نے منسٹری آف فارن افیئر ز کیلئے انجام دیں۔ اُس وقت علامہ آئی۔ آئی قاضی، جو کہ سندھ یونیورسٹی کے بانی تھے، نے آپ کو دعوت دی کہ آپ سندھ یونیورسٹی کے شعبہ تعلیم میں تعلیم کے پروفیسر کے طور پر کام کریں اور پاکستان کا پہلا ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اُس وقت آپ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ بعدازاں آپ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن کے ڈین بھی رہے اور سندھ یونیورسٹی کے اسی شعبہ میں 1973 تا 1976 آپ کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

ڈاکٹر این اے بلوچ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے پہلے وائس چانسلر (بانی) رہے۔ یہ فرائض آپ نے 1980ء تا 1982ء تک سرانجام دیئے۔

آپ سندھی، سرائیکی، انگریزی، بلوچی، فارسی، عربی اور اُردو زبان کے مشہور و معروف دانشور تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ آپ نے سندھی اردو لغت، اردو سندھی لغت، جامع سندھی لغات، سندھی لغت (یک جلدی)، شاہ جو رسالو لغت، جواہر لغات سندھی پر کام کیا۔ سندھی کتب میں سندھی لوک ادب پر 42 جلدوں پر مشتمل ہے۔ شاہ جو رسالو 13 جلدوں پر مشتمل کتاب ہے۔ شاہ لطف اللہ قادری جو کلام، شاہ عنایت جو کلام خلیفہ صاحب جو رسالو، کلیات حمل، سندھی موسیقی جی مختصر تاریخ، سندھی و بولی دب جی تاریخ، سندھی بولی کا قدیم منظوم ذخیرہ، سندھی صورت خطی، خطاطی، بجن سارینگی، لطائف لطیفی، تاریخ بلوچی، باقیات از احوال کلہوڑا، تاریخ معصومی، تحفۃ الکرام، اسان جو گو، جیسی تالیفات آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اردو کتب میں آپ نے دیوان شوق افزا عرف دیوان صابر، دیوان ماتم، طلبہ اور تعلیم، سندھ میں اردو شاعری، مولانا آزاد سبحانی، گلشن اردو جیسی اعلیٰ پایہ کی کتابیں لکھیں۔

عربی کتب میں شف من شعر ابی عطا الہندی اور عزۃ الزیجات لکھیں۔ اس کے علاوہ آپ نے فارسی اور انگریزی میں بھی کتابیں لکھیں۔

فارسی میں فتح نامہ سندھ، بیگلا رنامہ، تاریخ طاہری، لُب تاریخ سندھ، تکملہ التکملہ، دیوان غلام جیسی کتابیں لکھیں۔

انگریزی میں بھی آپ کی کتابیں بہت معروف ہیں جن میں

Spanish Cante Jondo: Its origin in Sindhi Music, Development of Music in Sindh, Musical Instruments of Sind, Amir Khusrau's Discourse on Principles of Music, world of work: Predicament of a Scholar, Great Books of Islamic Civilizaiton, Education Based on Islamic Values, Sindh: Studies Culture, Sindh: Studies Historical

جیسی کتابیں بہت پڑھی جانے والی کتب میں شمار ہوتی ہیں جو کہ آپ کا اہم کارنامہ ہے۔ آپ نے مقالات بھی لکھے جن میں انسائیکوپیڈیا اور علمی وفکری مجلّات کے لئے سندھی، اردو، انگریزی وغیرہ میں ان گنت مقالات لکھے۔

ڈاکٹر این اے بلوچ 1979ء تا 1973ء مقتدرہ قومی زبان کی ہیت حاکمہ کی رکنیت کے علاوہ قومی سطح کے متعدد علمی وادبی اور تعلیمی اداروں کی کمیٹیوں، بورڈوں اور مجالس کے سربراہ اور رکن رہے۔

آپ کو بہت سے اعزازات ملے جن میں ہلال امتیاز، ستارہ امتیاز، صدارتی، اعزاز حسن کارکردگی، ستارہ قائداعظم، تمغہ پاکستان، شاہ عبداللطیف بھٹائی ایوارڈ، تصوف ایوارڈ، کمال فن ایوارڈ شامل ہیں۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی شخصیت دنیائے علم وادب میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی وسیع علمی خدمات شمار کرنا خاصا دشوار کام ہے۔ اعلیٰ منصب پر فائز رہنے کے ساتھ ساتھ تحقیق، تنقید، لسانیات، لغت نگاری، تاریخ، لوک ثقافت، تدوین وادارت، تعلیم، ادب اور دیگر کئی حوالے انہیں اپنے معاصرین میں ممتاز کرتے ہیں چنانچہ اہل علم وادب اور ممتاز اہل دانش نے مختلف مواقع پر ڈاکٹر بلوچ کے بارے میں اپنی ثقہ کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور، ڈاکٹر بلوچ صاحب کے بارے میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے قیام کے حوالے سے لکھتے ہیں'' کہ یونیورسٹی کے پاس کوئی بجٹ نہیں تھا، نہ قاعدہ قوانین تھے، نہ عمارت تھی، نہ فرنیچر تھا نہ اساتذہ تھے اور نہ طالب علم ماسوائے اُن نو (9) کے جو قائداعظم یونیورسٹی سے ٹرانسفر ہوئے تھے۔ کوئی بھی یہ توقع نہیں کرسکتا تھا کہ آرڈیننس کے پاس ہونے کے چند ہفتوں بعد ہی یونیورسٹی اپنا کام شروع کر سکے گی مگر ڈاکٹر این اے بلوچ نے اپنی ٹیم کے ساتھ دن رات کام کیا۔ قاعدے قوانین بنائے، اکیڈمک کونسل، بورڈ آف سٹڈیز، بورڈ آف ٹرسٹیز اور دوسرے ادارے بنائے، نصاب بھی ترتیب دیا گیا۔ ڈاکٹر بلوچ نے بہت محنت سے یہ سارا کام کیا اور ایک بہت بڑے ادارے کا قیام کیا۔''

ڈاکٹر مختار الدین احمد، سابق صدر، شعبہ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مجلّہ تحقیق، شعبہ اردو، جامعہ سندھ، شمارہ 10,11، کے صفحہ نمبر 173 پر لکھتے ہیں کہ:

''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ اسلام آباد، حکومت پاکستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ وہاں کی دو جامعات (سندھ یونیورسٹی اور جامعہ اسلامیہ اسلام آباد) کے وائس چانسلر ہوئے۔ ہجرہ کونسل، سندھی ادبی بورڈ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل ریسرچ اور دوسرے علمی اداروں کے بڑے کامیاب سربراہ رہے۔ ان کی زندگی ترقیوں اور کامرانیوں سے معمور ہے۔

پاکستان میں کون صاحبِ علم ذوق ایسا ہے جو ان کے علمی کارناموں سے واقف نہیں۔ ان کے کارنامے نہ سہی ان کے کارناموں کی

خوشبو سرحدوں کو عبور کرتی ہوئی یہاں (ہندوستان) بھی پہنچی۔''

ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو، سابق صدر شعبہ سندھی، سندھ یونیورسٹی وچیئرمین سندھی ادبی بورڈ، لکھتے ہیں۔

''ڈاکٹر بلوچ صاحب کی زندگی اور جدوجہد کی داستان قابلِ تقلید ہے۔ افسر، پروفیسر، ماہر تعلیم و منتظم، وائس چانسلر اور وزیر کے عہدے پر رہے۔ ہر کام ہمت، محنت، سلیقہ اور تیز رفتاری سے کیا۔ وقت کا صحیح استعمال کیا۔ ایسا قلم کا شہسوار کہ ان کا ہر پل تحقیق، تدوین، محنت اور مشقت کے لئے وقف ہے''۔

اسی طرح ڈاکٹر غلام علی الانا، سابق وائس چانسلر، سندھ یونیورسٹی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اہل سندھ کو چاہیے کہ ڈاکٹر بلوچ صاحب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ ڈاکٹر بلوچ صاحب کو کرسیوں اور عہدوں کی پرواہ کبھی نہ رہی۔ ڈاکٹر بلوچ کو اسلام آباد، لاہور، پشاور، بلوچستان ہی نہیں بلکہ بیرونِ پاکستان میں بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔''

ملک کے ممتاز دانشوروں کے علاوہ غیر ملکی نامور اہل علم ودانش نے بھی مختلف کتابوں میں ڈاکٹر این اے بلوچ کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا جن میں آپ کی علمی وادبی و تحقیقی خدمات کا ذکر کیا اور بہت تعریف کی۔

آپ پاکستان کے نامور محقق اور دانشور تھے۔ آپ نے اپنی علمی و تحقیقی خدمات کی بنا پر بین الاقوامی شہرت پائی۔ آپ گذشتہ پینسٹھ برس سے زائد عرصے سے شب و روز علم وادب سے وابستہ رہے۔

ڈاکٹر این اے بلوچ کی علمی خدمات کا دائرہ سندھی زبان کے علاوہ، اردو، انگریزی، عربی، فارسی، بلوچی اور سرائیکی زبانوں تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی تحقیق کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ نے جس موضوع پر بھی کتاب لکھی اس میں بعد میں اضافہ کرنا مشکل ہوگیا گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں تحقیق کا حق ادا کیا۔ آپ کی اردو کتب کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اس کی مثال کے طور پر صرف ایک اردو کتاب ''سندھ میں اردو شاعری'' کا ذکر کافی ہوگا۔ اس کتاب کی اشاعتِ اول کو پچاس برس ہو چکے ہیں لیکن اب تک یہ موضوع پر واحد اور مستند کتاب ہے۔

الغرض اردو زبان میں بھی آپ نے جتنی کتابیں لکھیں ہر کتاب کی اپنی ایک انفرادیت اور خصوصیت ہے۔ اردو زبان کے حوالے سے آپ نے مختلف رسالوں میں اپنے مضامین شائع کیئے جس میں آپ نے اردو زبان کی اہمیت کو واضح کیا۔

اخبار اردو نومبر 1992 کے شمارہ میں آپکا ایک مضمون ''نفاذ اردو کی راہ میں حائل رکاوٹیں'' شائع ہوا جس میں آپ نے واضح کیا کہ پاکستان میں اردو نافذ کیوں نہیں ہوئی؟ آپ نے اپنے اس مضمون میں قارئین کو واضح کیا کہ ہر الزام حکومت پر عائد کر دینا اچھا نہیں ہوتا۔ قوم کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جنہیں پورا کرنا قوم کا فرض ہے۔ مثلاً اردو زبان کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ آئین میں اردو کو لازمی زبان قرار دیا گیا۔ لہٰذا اردو کی اس آئینی حیثیت کو تسلیم کرنا اور برقرار رکھنا ایک قومی فریضہ بن جاتا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر مسلم ہے اور اس پر دو راہیں ہو ہی نہیں سکتیں۔

انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ آئین میں کئی اہم مقاصد ملحوظ ہیں لیکن وہ سب پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے۔ اردو کی آئینی حیثیت کا استوار ہونا بھی ان میں سے ایک ہے۔ اس لئے محض قومی زبان کے سلسلے میں حکومت کو موردِ الزام ٹھہرانا صحیح نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آئینی مقاصد کی تکمیل کی اول ترین ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر پوری قوم اس کی ذمہ دار ہے۔

آپ نے اپنے اس مضمون میں مقتدرہ قومی زبان کے حوالے سے لکھا ''مقتدرہ کے رکن کی حیثیت سے میرا شروع سے ہی یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ نفاذ اردو کے لئے ، مقتدرہ کے دائرہ عمل میں طمانیت، تحقیق اور تدبیر سے کام لیا جائے تا کہ مقاصد تک پہنچنے کے لئے مخصوص مگر مضبوط عملی اقدام کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔ یہ بیشک ایک لمبا راستہ ہے لیکن صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔''

آپ نے مقتدرہ قومی زبان کے کام کی تعریف کی کہ انہوں نے اب تک جو کام کیا وہ قابل قدر ہے۔ آپ نے فرمایا ''خصوصاً جب سے ڈاکٹر جمیل جالبی صدرنشیں ہوئے ہیں تب سے متانت اور سنجیدگی سے ایک مثبت سوچ اور عمل کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تاہم نفاذ اردو کے سلسلے میں اب تک مقتدرہ کا دو دیو قامت مسائل سے آمنا سامنا نہیں ہوا۔ اول یہ کہ بحیثیت مملکتی زبان کے اردو اور انگریزی کی اہمیت اور افادیت میں حد فاصل کا تعین اور دوسرا یہ کہ اردو اور پاکستان کی دوسری اہم زبانوں کا باہمی رشتہ جس سے قومی سطح پر اردو کی اہمیت اور افادیت مسلم ہو اور علاقائی حدود میں علاقائی زبان کی اولیت اور اہمیت برقرار رہے۔''

انہوں نے اپنے اسی مضمون میں بتایا کہ پاکستان میں اردو نافذ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صحیح طور پر اس پر ''ہوم ورک'' ہی نہیں ہوا۔ لسانی فسادات کی وجہ بھی انہوں نے یہ بتائی کہ ہمارے ہاں اردو زبان کے نفاذ کے سلسلے میں جو مسائل درپیش ہیں اُن کے حل پر سوچا ہی نہیں جا رہا جس کا نتیجہ لسانی فسادات ہیں۔ نفاذ اردو کی راہ میں حائل رکاوٹیں کے علاوہ اخبار اردو اپریل 2011 میں آپ کا ایک مضمون اردو زبان کی قدیم تاریخ شائع ہوا جس میں عین الحق فریدکوٹی کی کتاب پر آپ نے محققانہ تبصرہ کیا۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر این اے بلوچ لکھتے ہیں کہ عین الحق کوٹی نے اپنی جو کتاب لکھی ''وہ اردو زبان میں پہلی کتاب ہے۔ جو شمالی ہند کی عوامی زبانوں کی اصلیت کی نشان دہی کرتی ہے اور خصوصی طور پر منڈا اور دراوڑی، سنسکرت اور وادی سندھ کی مقامی زبانوں کے باہمی تعلق اور لسانی خمیر کی کمیت اور کیفیت کی آئینہ دار ہے۔ موضوع اتنا وسیع ہے کہ باوجود ضروری وضاحت اور تفصیل کے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ فاضل مصنف نے سردست اختصار اور اجمال سے کام لیا ہے اور اپنی اس تصنیف میں مختلف نظریوں کے خاکے مرتب کیئے ہیں تا کہ مزید تحقیق کے لئے راہیں کھل سکیں بعض مقامات پر انہوں نے مزید تحقیق کے مختلف پہلوؤں کی شاندہی کی ہے اس سلسلے میں مصنف خود بھی ''ہڑپائی تہذیب کے لسانی رشتے'' جیسے تحقیق طلب موضوع پر ایک جداگانہ کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ڈاکٹر این اے بلوچ نے اپنے اس تبصرہ میں پوری کتاب کا نقشہ پیش کر دیا۔ پڑھنے والے کے لئے آسان ہو گیا کہ وہ کتاب میں شامل موضوعات پر مکمل آگاہی حاصل کر لے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے اسی طرح کے علمی و تحقیقی کام کی وجہ سے آپ ملک کے مشہور و معروف محقق و دانشور جانے جاتے ہیں۔ علمی دنیا میں آپ کے کارنامے قابلِ فخر ہیں۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات نوجوان طالب علموں کیلئے مشعل راہ ہیں۔ آپ کی تالیفات قوم کا سرمایہ ہیں اور آنے والی نسل کے علمی کام میں معاون و مددگار رہوں گی۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی وفات بروز بدھ، 6 اپریل 2011 کو 3:00 بجے رات یکم جمادی الاول 1432ھ کو ان کی بیٹی کے گھر قاسم آباد، حیدرآباد میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوں۔ اور دنیا کی طرح آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مقام عطا کرے۔ (آمین ثم آمین)